OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AOU)
ISSN (Print): 1992-8556
http://www.aiou.edu.pk/sab/mi/index.asp
www.iri.aiou.edu.pk

مولانا عبدالرؤف دانا پوریؒ کے احوال وآثار اور دینی وملی خدمات: تحقیقی مطالعہ

***محمد حسام الدین**
پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ قرآن و تفسیر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
****ڈاکٹر محمد سجاد**
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی فکر، تاریخ وثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ABSTRACT

Molana Abdur Rauf Danapuri was a great Muslim Scholar. He had multi-dimentional personality. By profession he was a "*HAKEEM*". He worked in the field of "Tib" (medicine). He developed the course for Tib. He wrote valuable books and articles in this field.

Molana Danapuri actively took part in politics in pre-Pakistan Era. He had been member of Jamiat-Al-Ulama-e- Hind. He worked for All India Muslim League in Bihara and Kolkatta.

As a Muslim scholar, he had good command on Tafseer, Hadith, Fiqh, History , Seerah *and Ilm-ul-Kalam*. He wrote many books and articles on different topics. His book on Seerah named "ASAH -US- SEAR" is an authentic book. He was a renouned personality of Bihar and *Kolkatta*.

He spent whole his life there and died in 1948. This article is a brief biography of Late Molana Abdur Rauf Danapuri and his work.

نام ونسب اور تعلیم

نام عبدالرؤف، کنیت ابوالبرکات، دانا پور جائے پیدائش، اسی نسبت سے دانا پوری، سلسلہ قادریہ سے منسلک ہونے کہ وجہ سے قادری۔ حکمت اور طبابت میں مہارت اور تمام عمراسی پیشہ سے منسلک رہے اور حکیم کہلائے۔آپ ۱۸۵۶ء کے قریب شہر دانا پور محلّہ شاہ ٹولی میں پیدا ہوئے (۱)۔ حکیم صاحب کا آبائی مکان موضع دانا پور گھوسہرہ ضلع پٹنہ (بہار) تھا۔ مولانا دانا پوری کی علم سے محبت نے آپ کو ایک بلند پایہ فلسفی عالم اور مورخ بنا دیا،اس کے ساتھ آپ ایک ماہر طبیب بھی بن گئے اور آخری عمر تک طبابت کو بطور پیشہ اختیار کئے رکھا۔

آپ بہار کے ضلع پٹنہ سے تعلق رکھتے تھے۔پٹنہ ، گیا اور سارن کے اضلاع جنوبی بہار میں واقع ہیں۔ مسلمان مورخین نے اس کو بہار، قطعہ بہار یا ولایتِ بہار کے نام سے پکارا ہے۔ شہنشاہ جہانگیر نے اس کے لئے سب سے پہلے صوبہ کا نام اختیار کیا،اس کے بعد سے بہار، صوبہ بہار کے نام سے پکارا جانے لگا۔برصغیر پاک و ہند میں بِہار کو کئی حوالوں سے ایک منفرد مقام حاصل رہا ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں سے بڑے بڑے اہل علم نے جنم لیا ہے۔

آپ کے والدِ بزرگ وار کا نام مولوی عبد القادر تھا۔ دانا پور اور اس کے ارد گرد کے علاقہ میں ان کے علم و فضل کا چرچا تھا اور آپ کے کئی شاگرد تھے ۔ مولانا دانا پوری کے والد محترم چونکہ ایک بلند پایہ عالم دین تھے اس لئے انھوں نے آپ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی۔انھوں نے اپنے والد کے پاس وقت کے مروج دینی علوم سیکھنے سے اپنی تعلیم کی ابتدا کی۔اس کے علاوہ آپ نے

داناپور اور آرہ کے ممتاز علمائے دین سے تعلیم حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے مزید تعلیم کے لئے لکھنؤ اور حیدرآباد کے سفر اختیار کئے[۲]۔ان جگہوں پر آپ نے جہاں اس وقت کے جید علماء سے تحصیل علم کی وہاں مشہور اطباء سے طبابت کی تعلیم بھی حاصل کی[۳]۔ مولانا عبدالرؤف داناپوری کا خاندان اپنے علم و فضل کی بناء پر ہمیشہ ایک ممتاز مقام کا حامل رہا۔ مولانا کو علم سے جو گہرا شغف تھا وہ بڑی حد تک انہی خاندانی اثرات کا نتیجہ تھا۔

کلکتہ آمد

مولانا داناپوری کے بارے میں لکھنے والوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ آپ بیسویں صدی کے اوائل میں کلکتہ چلے آئے۔ یہاں آکر آپ نے "چونا گلی" میں قیام کیا۔ وہیں طبابت کرتے تھے اور اسی مکان میں آپ کی وفات ہوئی۔

معمولات

مولانا کے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ سحر خیز تھے۔ نمازِ فجر کے بعد ناشتہ کرتے۔آپ کا معمول تھا کہ ناشتہ کے بعد نو بجے تک مختلف انگریزی اور اردو اخبارات کا مطالعہ کرتے۔جب مریضوں کے آنے کا وقت ہوتا تو اخبار پڑھنا ترک کر دیتے اور مریضوں کو وقت دیتے۔ اس کے ساتھ فارغ وقت میں مختلف کتب کا مطالعہ جاری رکھتے۔ اس دوران آنے والے مریضوں کو بھی دیکھتے ۔آپ کا مطالعہ رات بارہ بجے تک جاری رہتا تھا۔

مولانا نے اپنی تمام عمر میں مغرب کی نماز جامع مسجد زکریا اسٹریٹ کلکتہ میں ادا کی۔ اس کے علاوہ جمعہ کے روز خواہ کیسا بھی موسم ہو، گیارہ بجے ہی مسجد پہنچ جاتے اور امام کے بالکل قریب نماز ادا کرتے تھے۔ مولانا کے یہ معمولات تمام عمر جاری رہے اور ان میں کوئی فرق نہیں آیا۔[۴]

مولانا داناپوری کی علمی وفکری خدمات

مولانا عبدالرؤف داناپوری علم سے گہرا شغف رکھتے تھے۔ ان کی تمام عمر علم کے حصول اور اس کی اشاعت میں بسر ہوئی۔آپ کو مطالعہ کی عادت بچپن سے تھی جو آخر عمر تک برقرار رہی۔ مولانا ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔ ایک ہی وقت میں آپ ایک جید عالم دین، ایک ماہر طبیب اور ایک کہنہ مشق سیاست دان تھے۔آپ نے ایک بھرپور زندگی گزاری اور دینی، علمی و تحقیقی اور ملی شعبوں میں میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔آپ کی تحریریں خواہ وہ دینی ہوں، طبّی یا سیاسی، وہ آپ کی گہری سمجھ بوجھ اور علمیت کا مظہر ہیں۔

دینی خدمات

آپ قرآن، علوم قرآن اور تفسیر کے ایک بڑے عالم تھے۔ آپ نے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر لکھی گئی اپنی معروف کتاب "اصح السیر" میں قرآن مجید کی سینکڑوں آیات بیان کی ہیں۔ مختلف آیات کا شان نزول بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے اس کتاب میں مختلف ابواب مرتب کیے ہیں اور فقہی مسائل بھی بیان کیے ہیں ان میں بھی قرآنی احکامات سے استدلال کیا گیا ہے۔ یہ آپ کی قرآن فہمی کی ایک بڑی شہادت ہے۔

سید سلیمان ندوی آپ کی علمی حیثیت کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

> "مجھے یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے تعلیم و تربیت کن اساتذہ سے حاصل کی مگر گفتگو اور تحریر سے پتا چلتا تھا کہ ان کو علوم دینیہ میں پوری دسترس حاصل تھی"۔[۵]

مولانا عبدالرؤف دانا پوری بر صغیر پاک وہند کے چیدہ چیدہ علمائے دین میں ایک نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ پچھلے آٹھ سو سال میں جن نمایاں علمائے کرام نے بر صغیر میں علمی حوالہ سے اپنے اثرات مرتب کیے، ان میں ایک نام مولانا دانا پوری کا ہے۔ سید سلیمان ندوی کے علاوہ مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا ثناء اللہ امر تسری، مولانا عبدالماجد دریا بادی، مولانا حفیظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا عتیق الرحمٰن عثمانی اور دوسرے کئی علمائے کرام نے مولانا کی علمی حیثیت کا اعتراف کیا ہے[۶]۔

مولانا عبدالرؤف دانا پوری قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث کے بھی بہت بڑے عالم تھے اور ان کا مقام علم حدیث میں ایک محدث کا تھا۔ اصح السیر کو حدیث نبوی ﷺ میں ایک مآخذ سیرت کا درجہ حاصل ہے۔

انہوں نے واقعات سیرت کو احادیث صحیحہ کی مدد سے مرتب کیا اور اس کی تائید کرنے والے واقعات سیرت درج کیے۔ یہ کام وہی کر سکتا ہے جو احادیث اور علم حدیث پر گہری نظر اور عمیق مطالعہ رکھتا ہو۔

آپ بیک وقت ایک مفسر، محدث، مورخ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک فقیہ بھی تھے۔ چونکہ آپ قرآن و حدیث کا گہرا مطالعہ اور علم رکھتے تھے، اس لئے ان سے مسائل کے اخذ اور استنباط میں بھی آپ کو ملکہ حاصل تھا۔ مولانا دانا پوری کا فکری تعلق فقہ حنفی کے ساتھ تھا، مگر اس کے ساتھ ساتھ اپنی رائے بھی رکھتے تھے۔ اصح السیر میں فقہیات پر بہت بڑا مواد شامل ہے۔ ڈاکٹر انور محمود خالد کے بقول قدرت نے انہیں ایک فقہی مزاج عطا کیا تھا[۷]۔ مولانا دانا پوری نے اس کتاب میں جابجا جو فقہی مسائل بیان کئے، ان سے آپ کے اس مزاج کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

مولانا دانا پوری با قاعدہ فتویٰ بھی دیا کرتے تھے۔ سید سلیمان ندوی نے "یاد رفتگان" میں مولانا دانا پوری کے ایک فتویٰ کا ذکر کیا ہے۔[۸] جو کلکتہ کے اخبارات میں شائع ہوا اور جس میں مولانا ابوالکلام آزاد کے فتویٰ کی تغلیط کی گئی۔ مولانا دانا پوری فقہ حنفی کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔ مگر آپ کو دیگر آئمہ فقہ کی آراء اور ان کے فقہ پر بھی دسترس حاصل تھی۔ حکیم اسرار الحق اس حوالہ سے لکھتے ہیں۔

"ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے آپ کے پاس فتاویٰ آتے تھے۔ آپ نہایت تحقیق اور حوالہ کے ساتھ جواب دیا کرتے تھے۔ اگر اختلافی مسائل ہوتے تو آپ وضاحت سے لکھتے تھے کہ اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول ہے"[۹]

آپ صرف مقلد نہ تھے، بلکہ ذاتی اجتہاد کے بھی قائل تھے۔ اصح السیر میں جہاں آپ نے مختلف مسائل میں ائمہ اربعہ کے فیصلے درج کیے ہیں، وہیں بعض مسائل میں ان سے اختلاف کرتے ہوئے اپنی ذاتی اجتہادی رائے بھی دی ہے۔ حکیم اسرار الحق آپ کے اس مزاج کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "اگر صحیح حدیث اس مسئلہ میں موجود ہوتی تو صاف صاف لکھتے کہ صحیح حدیث یہ ہے اور ائمہ اس مسئلہ میں اپنی رائے کے خود ذمہ دار ہیں"۔[۱۰]

مولانا دانا پوری کی مختلف تحریروں میں ان کے فتاویٰ اور فقہی بحثیں جابجا نظر آتی ہیں، جو آپ کا فقہی مقام متعین کرتی ہیں۔

مولانا عبدالرؤف دانا پوری ایک مؤرخ کی حیثیت سے بھی ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے نبی اکرم ﷺ کی سیرت لکھتے وقت اپنی مورخانہ بصیرت کا بھرپور ثبوت دیا ہے۔ تمام تر مستند کتب سیرت اور تاریخ آپ کے زیر مطالعہ رہی ہیں۔

آپ نے ''اصح السیر'' کی ابتداء میں جو بلیغ مقدمہ لکھا ہے، اس سے آپ کے مؤرخانہ مقام اور بحیثیت ایک سوانح نگار، آپ کے فہم کا پتہ چلتا ہے۔

اصح السیر میں اگرچہ مولانا نے واقعات سیرت کو کتب حدیث سے اخذ کیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ نے کتب سیرت اور کتب تاریخ سے مستند ترین مواد چھانٹ چھانٹ کر شامل کتاب کیا ہے۔ کئی مقامات پر آپ نے اہل سیر کی روایات کو ترجیح دی ہے۔ خاص طور پر ان مقامات پر جہاں تاریخی حوالوں کی ضرورت پڑتی ہو۔ مولانا دانا پوری کی انفرادیت یہ ہے کہ انہوں نے مختلف روایاتِ سیرت اور تاریخی واقعات کو قرآن مجید، احادیث نبوی، کتب تاریخ وسیرت کی روشنی میں پرکھ کر بیان کیا ہے، اور جہاں کہیں اختلاف پایا اس کی وضاحت کی۔ آپ نے عرب قدیم کی تاریخ کے بیان میں بھی یہی احتیاط برتی ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی کے قول کے مطابق مولانا دانا پوری ان علماء میں سے تھے، جو قدیم علوم واعتقادات فقہ کو جدید خیالات وافکار سے تطبیق دینے کی قدرت رکھتے تھے۔[11]

آپ کی دیگر تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ علم الکلام بھی آپ کا خاص مضمون تھا۔

آپ نے جامعہ ملیہ کے سالانہ جلسہ ۲۶۔۱۹۲۵ء میں ''اسلام اور موجودہ مدنی مسائل'' کے عنوان سے جو مقالہ پڑھا، اس میں اسلامی عقائد، عبادات، معاملات اور دیگر اسلامی تعلیمات پر متکلمانہ انداز میں تبصرہ کیا۔ موجودہ زمانے کے تمدّنی نظام کے مقابلے میں ان کا درجہ متعین کیا۔ اس کے علاوہ انسانی عقلی علوم کے ناقص ہونے پر بحث کی ہے۔ یہ مضمون خالصتاً کلامی خطبہ ہے۔ مولانا دانا پوری کے ایک اور مضمون ''علمِ حقائق'' کا مطالعہ کرنے سے بھی علم الکلام پر آپ کی دسترس کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس مضمون میں آپ نے موجودہ دنیا میں مختلف مذاہب اور مکاتب فکر کے حوالہ سے فلاسفہ اور ان کے خیالات پر بحث کی۔ مسئلہ وحدت الوجود پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ صرف انھیں دو مضامین کا مطالعہ کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں، کہ مولانا عبدالرؤف دانا پوری علم الکلام پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔

علمی ودینی تصانیف

مولانا عبدالرؤف دانا پوری ایک کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ آپ نے متعدد کتابیں لکھیں۔ آپ کی دینی تحریروں کی جو مختصر فہرست دستیاب ہو سکی ہے جو درج ذیل ہے۔

۱۔ **اصح السیر**: ''اصح السیر'' کا شمار اردو کتب سیرت کی چند نمایاں کتب سیرت میں ہوتا ہے۔ یہ کتاب اپنے مشمولات، مباحث، اسناد اور مخصوص اسلوب کی وجہ سے امتیازی مقام کی حامل ہے۔ مولانا دانا پوری نے اس کتاب کی بنیاد قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور مستند ترین کتب سیرت اور تاریخ پر رکھی ہے۔ اسماء الرجال اور علم انساب کی کتب سے بھی مدد لی ہے۔ کتب فقہ اور ائمہ حدیث فقہ کی آراء کو جمع کرتے ہوئے فقہی مباحث چھیڑے ہیں۔ اس طرح فقہیات سیرت کے نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے، کہ اس میں صرف واقعات سیرت بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ نبی کریم ﷺ کی حیات مقدسہ کو عملی اور حرکی حوالہ سے پیش کیا گیا ہے۔ مولانا دانا پوری نے واقعات سیرت، اقدامات نبوی ﷺ، غزوات اسلام اور اقوال وافعال رسول ﷺ سے مسائل شرعیہ کا استنباط کیا ہے۔ یہ کتاب پیش رو کتب سیرت کے برعکس موضوعات اور عناوین پر تقسیم کی گئی ہے۔

۲۔ **سیرت ازواج النبی ﷺ** : امہات المومنین کی مختصر سوانح حیات پر کتاب، جس میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کی سیرت کو جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ ایک علمی تصنیف ہے۔ پہلی مرتبہ کمالی پریس نمبر پی/۱۲ اسمٰعیل کلکتہ سے شائع ہوئی۔

۳۔ **اسلام اور موجودہ مدنی مسائل** : آپ کا ایک علمی و تحقیقی مقالہ، جس میں مولانا دانا پوری نے اسلامی عبادات و تعلیمات پر متکلمانہ انداز میں تبصرہ کیا۔ اس کے علاوہ اس مقالہ میں انسانی عقل، عقلی علوم کی محدودیت، حقیقی علم پر تفصیلی بحث ہے۔ اسلامی نظام حکومت، انسانی حقوق وفرائض، اقتصادیات، سرمایہ داری، غربت، اور غلامی کے بارے میں اسلامی تعلیمات اور موجودہ نظام کا موازنہ اور شرعی علم پر عالمانہ اور متکلمانہ تبصرہ شامل ہے۔ یہ مقالہ کتابی شکل میں مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی نے شائع کیا۔ یہ گراں قدر کتاب ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے اس کو پڑھ کر مولانا دانا پوری کے نام خط لکھا اور کہا کہ آپ کا یہ مقالہ عوام سے زیادہ علماء کے لئے مشعل راہ ہوگا۔

۴۔ **علم حقائق** : مولانا دانا پوری کا ایک اور تحقیقی مقالہ، جس میں مولانا نے موجودہ دنیا میں مختلف مذاہب اور مکاتب فکر کے نقطہ نظر کا تنقیدی انداز سے جائزہ لیا، اور فلاسفہ کے مختلف گروہوں اور ان کے فلسفوں کا رد کیا۔ فلسفہ ویدانت اور مسئلہ وحدت الوجود پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ یہ مقالہ جنوری ۱۹۴۳ء میں ماہنامہ برھان دہلی میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر اسرار الحق کے مطابق، مولانا دانا پوری کے ۵۰ سے زائد کتابچے مطبوعہ ہیں۔ اس کے علاوہ غیر مطبوعہ تصانیف بھی کثیر تعداد میں ہیں۔ [۱۲]

طبّی خدمات

مولانا عبدالرؤف دانا پوری صرف ایک عالم دین ہی نہیں، وہ ایک ماہر طبیب بھی تھے۔ آپ نے اپنے وقت کے بڑے بڑے اطباء سے علم طب حاصل کیا، اور طب کو ہی بطور پیشہ اختیار کیا۔ غالباً آپ نے اسی پیشہ کی وجہ سے کلکتہ میں رہائش اختیار کی۔ آپ کا مطب چونا گلی میں رہائش گاہ ہی پر تھا۔ جہاں صبح سے رات گئے تک مریضوں کو دیکھا کرتے تھے۔ طبّی حوالہ سے بھی آپ کی خدمات محض علاج معالجہ تک محدود نہیں تھیں، بلکہ آپ نے علم طب کی خدمت کئی حوالوں سے کی۔ جس کا جائزہ درج ذیل ہے۔

انجمن اطبائے کلکتہ اور حکیم دانا پوری

کلکتہ کی طبیب برادری میں حکیم دانا پوری ایک منفرد اور نمایاں مقام رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کلکتہ کے اطباء نے تنظیم سازی کی اور انجمن اطبائے کلکتہ کا قیام عمل میں آیا تو حکیم مولانا عبدالرؤف اس کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ کئی سال تک اس انجمن کی صدارت کے عہدے پر فائز رہے۔ صدارت کے علاوہ آپ اس انجمن کے سیکرٹری بھی رہے۔ حکیم اسرار الحق لکھتے ہیں کہ حکیم دانا پوری ۱۹۱۱ء میں انجمن اطبائے کلکتہ کے سیکرٹری منتخب ہوئے تھے۔ آپ نے انجمن کے لئے بہت کام کیے۔ آپ نے اس کا دستور مرتب کیا، اور ۱۴ مارچ ۱۹۲۱ میں اس دستور کو منظور کروایا [۱۳]۔ آپ ہی کی کوششوں سے حکومت بنگال نے انجمن اطباء کے بورڈ آف فیکلٹی کو تسلیم کیا۔ ۱۹۴۲ء میں جب انجمن کا نیا انتخاب ہوا تو آپ پھر سیکرٹری منتخب ہوئے، اور انجمن کی ترقی کے لئے کام کرتے رہے۔ اس کے بعد ۲۸ ستمبر ۱۹۳۹ میں ء انجمن اطبائے کلکتہ کا انتخاب ایک مرتبہ پھر آپ کے مطب، واقع چونا گلی کلکتہ میں ہوا جس میں آپ ایک مرتبہ پھر انجمن کے صدر منتخب ہوگئے [۱۴]۔ انجمن اطبائے کلکتہ کے زیر اہتمام مختلف کمیٹیاں بھی تھیں، جنھوں نے طب کی تعلیم کے حوالہ سے مختلف کام سرانجام دیئے۔ انجمن کئی ایک رسالے بھی شائع کرتی تھی جن میں سے ایک ''تریاق سموم'' ہے جو انجمن کی طرف سے باقاعدہ شائع ہوتا رہا۔

طبیہ کالج کی سرپرستی

حکیم داناپوری علم طب کی ترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ اس علم کو باقاعدہ بنانے اور اس کی تعلیم وتدریس میں آپ کا کردار بہت نمایاں رہا۔آپ کی انہیں کاوشوں کا اعتراف تھا، کہ جب حکومت بہار نے طبیہ کالج کے قیام کی تجویز منظور کی تو حکیم عبدالرؤف داناپوری کو اس کا پرنسپل بنانا چاہا، مگر حکیم صاحب نے پیشکش کو قبول نہ کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حکیم صاحب سرکاری ملازمت کو ناپسند کرتے تھے۔ البتہ آپ کی سفارش پر طبیہ کالج کے پرنسپل کے لئے حکیم محمد ادریس کو منتخب کیا گیا۔

طب کے لئے نصاب تعلیم کی تدوین

حکیم محمد اسرار الحق کے بقول حکیم عبدالرؤف داناپوری نے علم طب کی تعلیم کے لئے نصاب اور اس کا طریقہ کار مرتب کیا۔ اس نصاب کی مکمل تفصیل، روئیدادِ انجمن اطبائے کلکتہ میں درج ہے [۱۵]

حکیم داناپوری بطور مدرس طب

حکیم عبدالرؤف داناپوری نے طب کی تعلیم وتدریس کو بھی بہت وقت دیا۔ آپ اپنی تمام عمر طب کے طالب علموں کو طب کی تعلیم دیتے رہے۔ خود انجمن اطبائے کلکتہ کی روئداد کے اختتام پر لکھتے ہیں۔

" طب کی کتابیں میں برابر پڑھاتا تھا، بعضوں نے نصاب مکمل کرنے کے بعد سند لی اوروں نے دو ایک پڑھ کر چھوڑ دیا، دوسری جگہ چلے گئے۔ مگر دو قابل مدرسین مولوی حکیم محمد یٰسین اعظم گڑھی، مدرس اول دار العلوم قدسیہ آکڑھ اور مولوی حافظ محمد منیر صاحب اعظم گڑھی، مدرس کارپوریشن سکول بل گچھیا نے ۱۹۲۸ء میں مجھ سے طب کی کتابیں شروع کیں، اور ابتداء قانونچہ سے حمیات قانون تک ساری کتابیں پڑھیں اور پورا نصاب ختم کیا"۔ [۱۶]

اس طرح حکیم داناپوری تمام عمر طب کے طالب علموں کو طب کی تعلیم دیتے رہے۔ آپ کی یہ کوشش رہی کہ لوگ طب کی مکمل تعلیم حاصل کریں۔ حکیم صاحب کی طب کے لئے ایک اور کوشش مدرسہ عالیہ کلکتہ کے نصاب میں طب کی کتب کو شامل کرنے کی تحریک چلانا ہے۔ آپ کی یہ کوشش اس وقت بارآور ثابت ہوئی، جب شمس الہدیٰ صوبہ بنگال کے وزیر تعلیم مقرر ہوئے تو مدرسہ عالیہ کلکتہ کا نصاب بشمول طبّی کتب کے شائع ہوا۔

طبّی تصانیف

حکیم مولانا عبدالرؤف داناپوری ایک کثیر التصانیف بزرگ ہیں، جن کی نہ صرف اسلامی و دینی تصانیف مطبوعہ اور غیر مطبوعہ موجود ہیں بلکہ طبّی تصانیف کی بھی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ کی چند ایک طبّی تصانیف کا جائزہ درج ذیل ہے۔

روئیدادِ انجمن اطبائے کلکتہ

انجمن اطبائے کلکتہ وہ متحرک تنظیم تھی، جس نے نہ صرف کلکتہ بلکہ پورے بنگال و بہار میں طب کے شعبہ میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ اس کے علاوہ طب کی تعلیم وتدریس اور اس کی ترویج وترقی کے لئے بھی مساعی کیں۔ انجمن کے ان تمام کاموں کی روئداد، حکیم داناپوری نے جو انجمن کے صدر اور سیکرٹری رہے، مرتب کی۔ یہ روئداد شائع ہوئی۔

مقالہ بعنوان ملیریا

انجمن اطبائے کلکتہ کی کئی ذیلی کمیٹیاں تھیں، جو مختلف امور سرانجام دیا کرتیں تھیں۔ ان میں سے ایک کمیٹی سالانہ اجلاس منعقد کیا کرتی تھی اور مختلف موضوعات پر مجالسِ مذاکرہ منعقد کراتی تھی۔ انجمن کا سالانہ اجلاس طبیہ کالج میں منعقد ہوا،

اس کا موضوع ملیریا تھا۔ حکیم دانا پوری نے اس جلسے کے حوالے سے ایک تحقیقی مقالہ پڑھا۔ اس اجلاس میں ہندوستان کے قابل ترین اور ماہر اطباء شامل تھے۔ حکیم صاحب کا یہ مقالہ بہت پسند کیا گیا اور کئی طبّی رسالوں میں یہ مقالہ شائع ہوا۔ بقول افسر ماہ پوری "جب یہ مقالہ شائع ہوا تو اس پر حکیم صاحب کا نام ڈاکٹر حکیم دانا پوری لکھا گیا تھا" (۱۷)۔

مقالہ بعنوان حفظانِ صحت

انجمن اطبائے کلکتہ کے سالانہ اجلاس ۱۹ مارچ ۱۹۲۳ء میں حکیم دانا پوری نے "حفظان صحت" کے موضوع پر مقالہ پڑھا۔ یہ مقالہ بھی انجمن کی طرف سے شائع ہوا اور اسے تمام حاضرین جلسہ میں تقسیم کیا گیا۔ (۱۸)

انجمن اطبائے کلکتہ کے زیر اہتمام جو رسائل نکلتے تھے مولانا دانا پوری ان میں باقاعدگی سے مضامین لکھتے تھے۔ خصوصاً "تریاقِ سموم" میں ان کے مضامین شائع ہوتے تھے۔

سیاسی خدمات و سرگرمیاں

مولانا عبدالرؤف دانا پوری ایک دردمند انسان تھے۔ آپ نے جہاں دینی، علمی و طبّی میدان میں خدمات سرانجام دیں، وہیں آپ ایک متحرک سیاست دان بھی تھے۔ آپ نے تمام زندگی انگریزی تسلط کیخلاف جدوجہد کی۔ آپ کا زمانہ برصغیر کی سیاسی تاریخ کا ایک تابناک دور تھا، جس میں اسلامیان ہند غلامی کا طوق اپنے گلے سے اتار پھینکنے کے لئے مکمل طور پر تیار اور متحرک تھے۔ مسلمان علمی اور سیاسی حوالے سے مکمل طور پر بیدار ہو چکے تھے۔ جہاں علی گڑھ کالج سے تعلیم یافتہ اور جدید تعلیم سے آراستہ راہ نما، اس خطہ کے مسلمانوں کی حالت زار بدلنے کے لئے کوشاں تھے، وہیں مذہبی شخصیات اور روایتی تعلیم کے حامل رہنماؤں کی مساعی بھی زور و شور سے جاری تھیں۔ مولانا عبدالرؤف ان شخصیات میں تھے جو روائتی تعلیم کے حامل مگر جدت پسند ذہن کے مالک تھے۔ ایسے اہم وقت میں انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو سیاسی راہنمائی بھی فراہم کی۔ ذیل کی سطور میں آپ کی سیاسی سرگرمیوں کا مختصر جائزہ لیا جاتا ہے۔

کانگریس کی رُکنیت

ہندوستان میں انگریزی سامراج کے دوران سب سے پہلی سیاسی جماعت انڈین نیشنل کانگریس کا قیام ہوا۔ ابتداء میں ہندو اور مسلمان دو بڑی قوموں کے لوگ اس میں شامل ہوئے۔ مولانا دانا پوری بھی سیاسی مزاج رکھتے تھے۔ آپ نے اوائل میں کانگریس کی رکنیت اختیار کی۔ اور اس کے سرگرم رکن کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ بعد میں دیگر مسلم رہنماؤں کی طرح آپ بھی کانگرس سے الگ ہو گئے۔

گرفتاری اور انگریزی قید

مولانا دانا پوری ان اکابرین میں سے تھے، جو انگریز سامراجیت کے سخت مخالف تھے۔ آپ ایک متحرک سیاسی راہنما تھے۔ آپ نے کانگریس کی رکنیت کے دوران اس تحریک میں شمولیت اختیار کی جو انگریزوں پر دباؤ ڈالنے کے لئے شروع کی گئی تھی۔ آپ ۱۹۱۶ء سے سیاست میں تھے ۱۹۲۱ء میں آپ انگریزوں کیخلاف تحریک میں شمولیت پر گرفتار کر لیے گئے۔ چھ ماہ تک قید کی صعوبت برداشت کی۔ اس قید میں آپ کے ساتھ مولانا ابوالکلام آزاد، آنجہانی سی۔ آر۔ داس اور سوبھاش چندر بوس بھی تھے۔ یہ گرفتاری اور قید ظاہر کرتی ہے کہ مولانا دانا پوری ہندوستان کی سیاسی تاریخ اور تحریک آزادی کے ایک سرگرم رکن کی حیثیت سے نمایاں شخصیت تھے۔ مولانا سید سلیمان ندوی آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ

"کلکتہ میں رہ کر سیاسی مجلسوں میں شرکت کے سبب سے وہ زمانہ کی ضروریات اور عصری خیالات وافکار سے پوری طرح آگاہ تھے"۔ [۱۹]

استقبالیہ خلافت کمیٹی کلکتہ

مولانا عبدالرؤف دانا پوری ہندوستان میں مختلف سیاسی جماعتوں کے ساتھ منسلک رہے۔ جس طرح ہندوستان میں کانگریس کے علاوہ دیگر کچھ سیاسی و مذہبی انتہا پسند جماعتیں بھی تھیں، اسی طرح مسلمانوں میں مسلم لیگ کے علاوہ دیگر سیاسی ومذہبی جماعتیں قائم ہوئیں۔ان جماعتوں میں جمعیت علمائے ہند ایک نمایاں جماعت تھی۔اس جماعت کے مقاصد میں امارت شرعیہ فی الہند کا قیام بھی شامل تھا۔اس جماعت کے اجلاس مختلف مقامات پر منعقد ہوا کرتے تھے۔جمعیت علمائے ہند کا چوتھا اجلاس "گیا" میں ۲۴تا۲۶ دسمبر ۱۹۲۲ء میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کے لئے استقبالیہ کمیٹی کا صدر مولانا عبدالرؤف دانا پوری کو چنا گیا۔اس اہم موقع پر جب اس ضلع میں کانگریس، خلافت اور جمعیت کے اجلاس اکھٹے منعقد ہو رہے تھے، مولانا عبدالرؤف دانا پوری نے خطبہ استقبالیہ دیا۔اس خطبے کو کئی حوالے سے تاریخی قرار دیا گیا[۲۰]۔مولانا سید سلیمان ندوی کے بقول، مولانا دانا پوری علوم دینیہ کے علاوہ موجودہ حالات سے بھی مکمل طور پر آگاہی رکھتے تھے۔آپ کے مختلف خطبات اس بات کا ثبوت ہیں۔اس کے علاوہ مولانا کا جمعیت علمائے ہند کی صدارت کرنا، ان کی سیاسی بصیرت کا آئینہ دار ہے[۲۱]۔

جمعیت العلمائے اسلام اور مسلم لیگ میں شمولیت

جس طرح مولانا دانا پوری کانگریس کے رکن تھے پھر جمعیت العلمائے ہند میں شامل ہوئے۔ اسی طرح سید سلیمان ندوی کے قول کے مطابق مولانا عبدالرؤف دانا پوری نے بعد میں جمعیت العلمائے ہند سے علیحدگی اختیار کرلی اور جمعیت العلمائے اسلام میں شامل ہو گئے۔اس کے ساتھ آپ مسلم لیگ کے ساتھ بھی منسلک ہوئے[۲۲]۔ مولانا دانا پوری بہار اور بنگال کی سیاست پر بہت زیادہ اثر انداز تھے۔جب بنگال و بہار میں مسلم لیگ کی تنظیم نو ہوئی تو مولانا دانا پوری نے اس میں بھرپور حصہ لیا[۲۳]اور مسلم لیگ کو بھرپور قوت بخشی۔

اولاد

مولانا دانا پوری تمام عمر برصغیر کے مسلمانوں کی سیاسی خدمت کرتے رہے لیکن آپ تقسیم کے بعد پاکستان نہیں آئے بلکہ کلکتہ ہی میں رہے۔ مولانا عبدالرؤف دانا پوری کی اولاد میں تین لڑکے تھے، جن کے نام عبدالودود، عبدالمعبود اور محمد مسعود جبکہ ایک بیٹی جن کا نام فرخندہ بانو ہے۔ ان میں سے ایک لڑکے عبد الودود انتقال کر چکے ہیں جبکہ باقی اولاد حیات ہے۔[۲۴]

وفات

مولانا دانا پوری نے ۱۰۰سال کے قریب عمر پائی[۲۵]۔آپ شروع سے ثقل سماعت کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ سید سلیمان ندوی کے مطابق آپ ہمیشہ آلہ سماعت ساتھ رکھتے تھے، جس سے دوسروں کی بات سنتے تھے[۲۶]۔مگر اس معذوری کے علاوہ آپ میں اور کوئی جسمانی کمزوری نہ تھی، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوئی۔ چنانچہ آپ کی بصارت بھی آخر تک قائم رہی اور دماغی صلاحیتوں میں بھی کمزوری واقع نہ ہوئی۔[۲۷]

حواشی و حوالہ جات

۱۔ محمد اسرار الحق، حکیم، تاریخ اطباء بہار، پٹنہ (انڈیا)، ۱۹۸۰ء، ص: ۴۲
جبکہ سید سلیمان ندوی نے آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸۷۴ء لکھی ہے۔ ملاحظہ کیجئے ندوی، سید سلیمان، "وفیات"، معارف، اعظم گڑھ، جلد: ۱۶، شمارہ: ۵، مئی ۱۹۴۸ء، ص: ۳۹۳
۲۔ حقانی، عبد الرقیب، ارضِ بہار اور مسلمان، کراچی، ۲۰۰۴ء، ص: ۳۳۳
۳۔ تاریخ اطبائے بہار، ص: ۴۲
۴۔ تاریخ اطبائے بہار، ص: ۴۷
۵۔ ندوی، سید سلیمان، "وفیات"، معارف، اعظم گڑھ، جلد: ۱۶، شمارہ: ۵، مئی ۱۹۴۸ء، ص: ۳۹۳
۶۔ تاریخ اطبائے بہار، ص: ۴۷
۷۔ خالد، ڈاکٹر انور محمود، ''اردو نثر میں سیرت رسول"، ص: ۶۲۹
۸۔ ندوی، سید سلیمان، ''یادِ رفتگاں"، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۸۳ء، ص: ۳۶۳
۹۔ تاریخ اطبائے بہار، ص: ۴۴
۱۰۔ تاریخ اطبائے بہار، ص: ۴۴
۱۱۔ ندوی، سید سلیمان، "وفیات"، معارف، اعظم گڑھ، جلد: ۱۶، شمارہ نمبر: ۵، مئی ۱۹۴۸ء، ص: ۲۹۱
۱۲۔ تاریخ اطبائے بہار، ص: ۴۳
۱۳۔ تاریخ اطبائے بہار، ص: ۷۵
۱۴۔ تاریخ اطبائے بہار، ص: ۴۳
۱۵۔ تاریخ اطبائے بہار، ص: ۴۲
۱۶۔ تاریخ اطبائے بہار، ص: ۴۲
۱۷۔ تاریخ اطبائے بہار، ص: ۳۷
۱۸۔ تاریخ اطبائے بہار، ص: ۴۶
۱۹۔ ندوی، سید سلیمان، ''یادِ رفتگاں"، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۸۳ء، ص: ۳۶۲
۲۰۔ پروین، روزینہ، جمعیت العلمائے ہند، (دستاویزات مرکزی اجلاس ہائے عام ۱۹۱۹-۱۹۴۵)، ص: ۱۳۸
۲۱۔ ندوی، سید سلیمان، "وفیات"، معارف، اعظم گڑھ، جلد: ۱۶، شمارہ نمبر: ۵، مئی ۱۹۴۸ء، ص: ۲۹۲
۲۲۔ ندوی، سید سلیمان، "وفیات"، معارف، اعظم گڑھ، جلد: ۱۶، شمارہ نمبر: ۵، مئی ۱۹۴۸ء، ص: ۲۹۲
۲۳۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۸۷ء، جلد دوم، ص: ۹۶۱
۲۴۔ تاریخ اطبائے بہار، ص: ۴۵
۲۵۔ سید سلیمان ندوی مولانا عبد الرؤف دانا پوری کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی عمر ۷۴ سال بیان کرتے ہیں۔
ندوی، سید سلیمان، "وفیات"، معارف، اعظم گڑھ، جلد: ۱۶، شمارہ نمبر: ۵، مئی ۱۹۴۸ء، ص: ۲۹۲
۲۶۔ ندوی، سید سلیمان، "وفیات"، معارف۔
۲۷۔ تاریخ اطبائے بہار، ص: ۴۷

OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI(AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
http://www.aiou.edu.pk/sab/mi/index.asp
www.iri.aiou.edu.pk

علومِ اِسلامیہ میں قابلِ اِشاعت تحقیقی مقالہ کے عناصرِ ترکیبی اور تقاضے
(ہائر ایجو کیشن کمیشن آف پاکستان کے منظور شدہ مجلات کے تناظر میں ایک تنقیدی و تعمیری مطالعہ)

(The Structural Elements of a Research Paper in Islamic Studies and their Requirements)

(A Critical and Constructive Study in the Viewpoint of HEC Pakistan's Approved Research Journals)

*خورشید احمد سعیدی

لیکچرر شعبہ تقابل ادیان، فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز (اُصول الدین)، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

ABSTRACT

The Higher Education Commission of Pakistan has taken many steps to encourage and support Pakistani researchers for raising the standard of research, education, and development of the country. One of these steps is the recognition of research journals and increase their numbers to publish maximum research papers. However, there are many researchers, particularly in the field of Islamic Studies, who are new and unexperienced. Their papers are mostly not published in these journals because they contain many deficiencies and faults. Thus, these authors become discouraged and cannot contribute in the progress of society. Unfortunately, there is neither any regular system or programme to train these unexperienced researchers nor any book of research methodology to help them.

With this background of the problem in view, the basic questions of this research are: What are the fundamental structural elements of a research paper and how are they written meritoriously? And, what are the rules and preferences of the experts and evaluators of the papers submitted in the field of Islamic Studies? Keeping in view these questions, this paper indicates and analyses, in detail, the drawbacks, mistakes and faults which are frequently found in the papers written for publication in the HEC's approved journals of Islamic Studies. To overcome and solve their problems, it discusses the basic elements of an acceptable research paper—Nature of the topic, Statement of the Topic, Abstract in English, Outline of the paper, Central Body of the paper, the Use of sources of different levels and Conclusions. For the sake of research on this topic, this paper follows the analytical and critical methods of research. It suggests and recommends many successful ways to avoid the rejection of experts and evaluators.

ہائر ایجو کیشن کمیشن آف پاکستان (HEC) نے پاکستانی جامعات میں تعلیم و تحقیق کے معیار کو بلند کرنے اور ملکی ترقی کی رفتار کو بہتر بنانے پر بہت توجہ دی ہے۔ اس سلسلے کے اہم اقدامات میں تحقیقی مقالات کے مجلات کا اجراء، اُن کی درجہ بندی، اُن کی تعداد میں اضافہ، اُن کی باقاعدہ نگرانی اور مالی سرپرستی بھی شامل ہیں۔ ایچ ای سی نے معیار کی کچھ شرائط کی بنیاد پر ان مجلات کو W، X، Y، اور Z کیٹیگریوں میں تقسیم کیا ہوا ہے۔ سب سے اُوپر ڈبلیو کیٹیگری کے مجلّات ہیں اور سب سے نچلی سطح کے مجلات کو زیڈ کیٹیگری میں شامل کیا جاتا ہے۔[1] مقالات کے معیار کی بلندی اور اثرات کی وُسعت کی وجہ سے ایک مجلّہ اعلیٰ کیٹیگری جبکہ اُن